تقریر

تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

اَلْحُبُّ اَسَاسِیْ (حضرت محمدؐ)

محبت میری اساس ہے
(تقریر نمبر 3)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرہ:166)

یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ کی محبت میں (ہر محبت سے) زیادہ شدید ہیں۔

بے سہاروں کا سہارا تو بنا آکر یہاں
سب غریبوں بیکسوں کو تجھ سے رغبت ہوگئی

معزز سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ اپنی 20 خصوصیات اور اوصاف کا ذکر فرمایا ہے ان میں سے تیسری خصوصیت آپؐ نے یوں بیان فرمائی اَلْحُبُّ اَسَاسِیْ کہ محبت میری اساس ہے۔ آج میری تقریر کا عنوان بھی یہی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ کی سیرت کے حوالہ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا:

اَلْمَعْرِفَةُ رَاْسُ مَالِیْ وَالْعَقْلُ اَصْلُ دِیْنِیْ، وَالْحُبُّ اَسَاسِیْ، وَالشَّوْقُ مَرْکَبِیْ، وَذِکْرُ اللّٰہِ اَنِیْسِیْ، وَالثِّقَةُ کَنْزِیْ، وَالْحُزْنُ رَفِیْقِیْ، وَالْعِلْمُ سَلَاحِیْ، وَالصَّبْرُ رِدَائِیْ، وَالرِّضَاءُ غَنِیْمَتِیْ وَالْعِجْزُ فَخْرِیْ، وَالزُّھْدُ حِرْفَتِیْ، وَالْیَقِیْنُ قُوَّتِیْ، وَالصِّدْقُ شَفِیْعَتِیْ، وَالطَّاعَةُ حَسَبِیْ، وَالْجِھَادُ خُلُقِیْ وَقُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ وَثَمْرَةُ فُؤَادِیْ فِیْ ذِکْرِہٖ وَغَمِّیْ لِاَجَلِ اُمَّتِیْ وَشَوْقِیْ اِلٰی رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ

(الشِّفَاءِ لقاضی عیاض بن موسیٰ صفحہ 81)

کہ معرفت میرا سرمایہ ہے اور عقل میرے دین کی بنیاد ہے اور محبت میری اساس ہے اور شوق میری سواری ہے اور ذکرِ الٰہی میرا مونس ہے اور وثوق میرا خزانہ ہے اور غم میرا رفیق اور علم میرا ہتھیار ہے، صبر میری چادر ہے، رضا میری غنیمت اور عاجزی میرا فخر ہے اور زُہد میرا پیشہ اور یقین میری قوت اور صدق میرا شفیع اور اطاعت میرا حسب، جہاد میرا خلق اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے، ذکرِ الٰہی میرے دل کا پھل ہے اور میرا غم میری امت کے لئے ہے اور میرا شوق اپنے رب عزّوجلّ کی طرف ہے۔

سامعین! اَلْحُبُّ عربی لفظ ہے جس کے معنی محبت، الفت، انس، پیار اور دوستی کے ہیں۔ قرآن کریم میں یہ لفظ بہت جگہوں پر استعمال ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کی آیت خاکسار نے آغاز پر تلاوت کی ہے اور احادیث کی اگر مثال دوں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ کہ وطن کی محبت ایمان کا جزو ہے۔ اساس کے معنی جڑ اور بنیاد کے ہیں۔ اس لحاظ سے اَلْحُبُّ اَسَاسِیْ کے معنی ہوں گے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ محبت میری بنیاد میں شامل ہے۔ یعنی مَیں محبت لے کر پیدا ہوا ہوں۔ محبت میرے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اس میں اپنے خالق حقیقی سے محبت شامل ہے۔ اس کی پیاری کتاب سے محبت شامل ہے۔ اس کی مخلوق سے محبت شامل ہے۔ اس مخلوق میں اپنے ماں باپ اور عزیز و اقارب سے محبت شامل ہے۔ اس میں اپنے ماننے والوں سے محبت شامل ہے۔ یتامیٰ، خادم، مزدور اور

کمزور لوگ شامل ہیں جن سے محبت اور پیار کیا جاسکتا ہے۔ اگر احادیث، سیرت اور تواریخ کی کتب کا مطالعہ کریں تو آپؐ مجسّم محبت نظر آئے۔ آئیں! آج کی تقریر میں چند ایک واقعات کا احاطہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن سے ہی محبت تھی۔ لات وعزّیٰ دو بُت تھے۔ آپؐ ان کی قسم نہ کھاتے تھے اور نہ ہی ان کا ذکر کرتے تھے۔ آپؐ کو بچپن سے ہی اپنے خالق و مالک سے محبت تھی۔ جوانی میں ہی ہر سال غارِ حرا میں مہینہ بھر کے لئے اعتکاف کرتے اور اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اسی پیار کا نتیجہ تھا کہ آپؐ کو اِسی غار میں جب پہلی وحی ہوئی تو اس میں بھی اپنے پیدا کرنے والے پروردگار کا نام لے کر پڑھنے کی تاکیدیوں کی گئی۔ اِقْرَاْء بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ۔

آپؐ کی محبت الٰہی کے مناظر دیکھ کر اہل مکہ آپؐ کے بارے میں کہتے تھے عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰى رَبِّهٖ کہ محمد تو اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے۔

آپؐ حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ دعا بکثرت پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي، وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ

(ترمذی کتاب الدعوات)

کہ اے اللہ! مَیں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اُس کی محبت بھی جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ مَیں تجھ سے ایسے عمل کی توفیق مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ! اپنی اتنی محبت میرے دل میں ڈال دے جو میری اپنی ذات، میرے مال، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو۔

آپؐ کی اللہ سے محبت کا یہ حال تھا کہ جنگِ احد کے موقع پر جب ابوسفیان نے اُعْلُ ھُبُل کا اعلان کیا تو آپؐ کی غیرتِ توحید جوش میں آئی اور صحابہ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ جواب کیوں نہیں دیتے؟۔ کہو! اَللّٰہُ اَعلیٰ وَاَجَل

خلائق کے دل تھے یقین سے تہی
بتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
ضلالت تھی دنیا پہ وہ چھا رہی
کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی
ہوا آپؐ کے دم سے اس کا قیام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

سامعین! آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف عنایت کردہ اَلْحُبُّ میں ایک محبت، قرآن کریم کے ساتھ گہری محبت اور عشق عطا فرمایا گیا تھا۔ آپؐ نہایت سوز و گداز اور عشق و محبت سے تلاوتِ قرآن فرمایا کرتے تھے بلکہ ایسے صحابہؓ سے جن کو لحنِ داؤدی عطا ہوا تھا اُن سے تلاوت سنا بھی کرتے تھے۔ آپؐ خوبصورت لحن اور غنا کے ساتھ جب تلاوت فرماتے تو ایک ایک لفظ الگ سے جدا ہوتا۔ ہر آیت کے بعد ذرا سا رکتے اور آیت پر غور فرماتے۔ دعائیہ کلمات پر آمین کہتے اور خوف وڈر کی آیت پر استغفر اللہ پڑھتے۔ رات کو سوتے وقت فاتحہ، تینوں قل اور آیتِ کرسی پڑھ کر بستر پر جاتے۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ گھوموں
قرآن کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

سامعین! کسی روحانی بندے کی محبت ماپنے کا ایک پیمانہ اُس پر ایمان لانے والوں سے محبت و پیار سے پیش آنا ہوتا ہے۔ آئیں! اس پہلو سے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاشبہ محبت اور احسان کر کے اپنے صحابہ کے دل جیتے۔ یہ آپؐ کی بے لوث محبت ہی تھی جس نے ہزاروں صحابہ کو آپؐ کے اردگرد جمع کئے رکھا اور وہ ہر وقت آپؐ کے لئے جان، مال، عزت و آبرو اور وقت کی قربانی دینے کو تیار رہتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنا خون بہانے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپؐ کو سب سے پیارا کون ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: ابوبکرؓ پھر عمرؓ۔ حضرت عمرؓ کا اسلام پر ایمان لانا

ہی آپؐ کی اُس دعا کا نتیجہ تھا جو آپؐ نے عمر کی محبت میں کی تھی۔ آپؓ کی خداداد صلاحیتوں اور استعدادوں اور بہادری کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ سے بہت محبت کرتے۔ آپؓ سے محبت کا یہ عالَم تھا کہ آپؐ نے ایک موقع پر فرمایا کہ اگر نبوت جاری رہتی تو عمر نبی ہوتا اور ایک موقع پر فرمایا کہ جس طرح بنی اسرائیل میں بعض ولی اللہ تھے جن سے خدا کلام کرتا تھا مگر وہ نبی نہ تھے۔ میری امت میں عمر ہے۔

(بخاری)

حضرت علیؓ سے محبت کا یہ عالَم تھا کہ فرمایا یہ مجھے ایسے ہی ہے جیسے ہارون کا تعلق موسیٰ سے۔

(بخاری)

اور ایک جگہ فرمایا جو مجھ سے محبت رکھتا ہے اُسے علیؓ سے محبت کرنی ہوگی۔

(ترمذی)

الغرض صحابہؓ کی یہ ایک لمبی اور طویل فہرست ہے جو اپنے سینہ میں لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور فریفتگی کے ہزاروں واقعات زمین میں مدفون ہوگئے۔

سامعین! اَلْحُبُّ اَسَاسِی کے حوالے سے اپنے بیوی بچوں اور عزیز و اقارب سے پیار اور محبت سے پیش آنے کا ذکر بھی ضروری ہے۔ جہاں تک اپنی بیگمات سے مشفقانہ سلوک کا تعلق ہے۔ آپؐ نے خود فرمایا خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِی یعنی تم میں سے سب سے زیادہ بنی نوع انسان کے ساتھ بھلائی کرنے والا وہی ہے جو پہلے اپنی بیوی کے ساتھ بھلائی کرے اور مَیں اپنے اہل خانہ سے سب سے زیادہ خیر و بھلائی سے پیش آنے والا ہوں۔ آپؐ اپنی بیٹیوں، نواسوں، منہ بولے بیٹے اور رشتے داروں سے حسن سلوک کیا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الثانیؓ تحریر فرماتے ہیں کہ

"رشتہ دار تو الگ رہے آپؐ اپنے رشتہ داروں کے رشتہ داروں اور اُن کے دوستوں تک کا بھی بہت خیال رکھتے تھے جب کبھی آپؐ قربانی کرتے تو آپؐ حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کی طرف ضرور گوشت بھجواتے۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 260)

آپؐ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید کے بیٹے حضرت اسامہ کو ایک دفعہ چوٹ لگ گئی۔ آپؐ خود اس کے زخم کا خون صاف کرتے جاتے اور ماں کی طرح فرماتے کہ اگر اسامہ لڑکی ہوتی تو مَیں اسے زیور پہناتا۔

(حضرت محمدؐ از غلام باری سیف صفحہ 226)

آپؐ کے والدین تو آپؐ کے بچپن میں ہی وفات پاگئے تھے۔ مگر آپؐ رضاعی والدہ سے بہت تعظیم سے پیش آتے اور اپنے والدین کے عزیز و اقارب سے بھی ہمیشہ محبت سے پیش آتے۔

سامعین! تقریر کے آخر پر جانوروں سے حسن سلوک کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ صرف انسانیت سے ہی آپؐ پیار نہ کرتے تھے بلکہ آپؐ جانوروں پر ظلم کو بھی سخت ناپسند فرماتے تھے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ بنی اسرائیل میں ایک عورت کو اس لئے عذاب ملا کہ اُس نے اپنی بلی کو بھوکا مار دیا تھا اور اس کے بالمقابل فرمایا کہ سابقہ امتوں میں ایک شخص کو اس لئے بخش دیا گیا کہ اُس نے پیاسے کتے کو قریب کنویں سے اپنے بوٹ کے ذریعہ پانی نکال کر پلایا (بخاری کتاب المظالم) ایک دفعہ آپؐ نے بوجھ لدے اونٹ کو دیکھ کر اُس کے مالک سے کہا کہ تمہارا یہ اونٹ زبان سے شکایت کر رہا ہے اور ایک دفعہ گدھے کے منہ پر داغے گئے نشانات دیکھ کر مسلمانوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم ایسا نہ کرنا۔ منہ جسم کا نازک حصہ ہے۔ اگر نشان لگانا ہی ہو تو پیٹھ پر لگائیں۔

سامعین! انسان میں موجود حُبّ کو مختلف طریقوں سے آزمایا جاسکتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مجسّم محبت تھے۔ وطن سے محبت بھی آپؐ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ

(بخاری)

کہ وطن سے محبت کرنا بھی ایمان کا حصہ ہے۔

آپؐ کو جہاں اپنے وطن سے محبت تھی اور مکہ کو چھوڑتے آپؐ اس شہر کی طرف دیکھتے جاتے اور فرماتے جاتے تھے کہ تو مجھے بہت پیارا ہے مگر کیا کروں یہاں کے لوگ بہت ظالم ہیں مجھے رہنے نہیں دیتے۔ وہاں اہل وطن سے بھی ہمدردی رہی۔ اہل وطن میں انصاف کرنے کے لئے حِلفُ الفضول کا جو معاہدہ ہوا تھا اس کا ساری زندگی ذکر کر کے خوشی کا اظہار کیا کرتے تھے۔

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"مَیں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے۔ (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضلیت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 119-118)

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔

" وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے رؤف و رحیم کہہ کر پکارا ہے، جو اپنوں اور غیروں کے لئے بے انتہا رحم کے جذبات لئے ہوئے تھا، آپؐ کی زندگی ان واقعات سے بھری پڑی ہے جب معمولی سے معمولی بات پر بھی آپؐ کا جذبہ رحم موجزن نظر آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا درد دل میں محسوس کرتے ہوئے یہ رحمۃٌ للعالمین اور رؤف و رحیم مخلوق کا درد دُور کرنے کے لئے بے چین ہو جاتا ہے... عقل کے اندھے پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپؐ میں رحم کا جذبہ نہیں تھا۔ ہم دیکھیں گے کہ بعض ایسی معمولی باتیں ہیں جن پر دنیا کی نظر میں ایسے شخص کو جو اس مقام پر پہنچا ہو جہاں اس کے ماننے والے دیوانوں کی طرح سب کچھ اس پر قربان کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہوں، ان باتوں کے کرنے کا کبھی خیال آ ہی نہیں سکتا۔ آپؐ کے ماننے والوں کا، مومنین کا آپؐ کے لئے جو جذبہ تھا وہ دنیا کی نظر میں شاید دیوانگی ہو لیکن عشق و محبت کی دنیا میں یہ عشق و محبت کی انتہا ہے۔ اس کی ایک مثال دیتا ہوں جس کو غیر نے بھی محسوس کیا اور اپنے لوگوں کو جا کر کہا کہ ان لوگوں کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے جو اس دیوانگی کی حد تک آپؐ سے عشق کرتے ہیں کہ آپؐ کے وضو کے پانی کے قطروں کو زمین پر پڑنے سے پہلے ہی اُچک لیتے ہیں۔ اگر کوئی دنیا دار ہو تو اس اظہار کے بعد دوسروں کے لئے محبت و نرمی اور رحمت کے جذبات رکھنے کی بجائے خود سری اور خود پسندی میں بڑھ جائے۔ لیکن ہم قربان جائیں اپنے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپؐ اس کے باوجود رحمت کے جذبے کے ساتھ اپنے لوگوں کو آرام پہنچانے کے لئے قربانیوں پر قربانیاں کر رہے ہیں، ان پر اپنی رحمت کے پر پھیلا رہے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حصہ لینے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے طریقے سکھا رہے ہیں۔ اس خیال سے بے چین ہو رہے ہیں کہ کہیں مجھ سے کسی کو کبھی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے میرا نام رحمۃ للعالمین رکھا ہے تو رحمتیں اور شفقتیں مجھ سے نکلنی چاہئیں اور دوسروں کو پہنچنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ سے مومنوں کے لئے رحمت و مغفرت کی دعائیں مانگ رہے ہیں، ان کی تکلیفوں پر پریشان ہو رہے ہیں۔ کوئی ایسا نہیں جو اس نبیؐ کی رأفت اور رحمت کا رہتی دنیا تک مقابلہ کر سکے بلکہ اس کا عشر عشیر کیا، ہزارواں، لاکھواں حصہ بھی دکھا سکے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2 مارچ 2007ء)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(کمپوزڈ بائی: فائقہ بشریٰ)